روپیہ اس جگہ وصول ہونا ہے۔

تعمیل خطوط چونکہ دفتر اس جگہ لاہور میں عارضی طور پر آیا ہے اس واسطے جو احباب کوئی پرانا پرچہ منگوانا چاہتے ہیں یا اپنے حساب کتاب کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہتے ہیں یا کوئی کتاب منگوانا چاہتے ہوں ان سے خطوط کی تعمیل اس جگہ نہ ہو سکے گی۔ احباب کو چاہیئے کہ ایسے خطوط کو ہمارے قادیان پہنچنے تک ملتوی رکھیں۔ ان براہین احمدیہ اور قرآن شریف کسی دوست نے منگوانی ہو۔ تو وہ اس جگہ سے بھی روانہ ہو سکے گی۔ لاہور میں پتہ صرف یہ ہے۔

دفتر اخبار بدر۔ احمدیہ بلڈنگ نولکھا

خط کے لفافہ پر لفظ لاہور نہ لکھا جاوے صرف نولکھا لکھا جاوے۔ اس طرح خط جلدی پہونچ جائیگا۔

حضرت اقدس لاہور میں

یہ تو احباب کو معلوم ہے۔ کہ حضرت اقدس ۲۷۔ اپریل ۱۹۰۸ء کو قادیان سے چل کر ۲۹ کو لاہور میں پہنچ گئے تھے اور لاہور میں احمدیہ بلڈنگ میں آپ کا قیام ہے۔ احمدیہ بلڈنگ ریلوے اسٹیشن کے قریب اس سڑک پر جو اسٹیشن سے موچی دروازہ کو جاتی ہے اکبری دروازہ کے قریب برلب سڑک واقع ہے اس سڑک کو نیلون والی سڑک بھی کہتے ہیں ریلوے اسٹیشن سے جو گاڑیاں اور ٹم ٹم موچی دروازہ شاہ عالمی اور لوہاری دروازہ کو جاتی ہیں وہ اس مکان کے پاس سے گذرتی ہیں اور دو پیسہ فی سواری دیکر آدمی اسٹیشن سے اس مکان تک ٹم ٹم پر آ سکتے ہیں احمدیہ بلڈنگ میں دو معزز احمدی برادروں کے مکانات ہیں۔ حضرت خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے ایل ایل بی وکیل چیف کورٹ اور حضرت سید ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب اسسٹنٹ کیمیکل اگزیمنر پنجاب ہیں۔ انہیں مکانات میں حضرت اقدس اور ان کے خدام اور مہمان قیام پذیر ہیں۔ اسی جگہ ایک مکان برادرم نبی بخش صاحب احمدی کا بن رہا ہے۔ جس کا کچھ حصہ تیار ہو چکا ہے اور اسی میں دفتر بدر کو رکھا گیا ہے۔ اور اسی سے متصل حضرت جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب اسسٹنٹ سرجن کا مکان بننے والا ہے۔

حضرت مولوی نور الدین صاحب اور حضرت مولوی محمد احسن صاحب بھی اس جگہ مقیم ہیں۔

آج (۲۰۔ مئی ۱۹۰۸ء) تک جبکہ میں یہ چند سطور لکھ رہا ہوں۔ حضرت اقدس کی ایک تقریر ایک عام جلسہ میں ہوئی تھی۔ جس میں شہر کے عمائد اور رؤسا مدعو تھے اور اس کے علاوہ چند ایک تقریریں اتفاقی طور پر صبح نماز سے پہلے یا کسی معزز کی ملاقات کے وقت ہوتی رہی ہیں۔ جو کہ انشاء اللہ مطابق گنجائش مفصل یا مختصر درج اخبار کی جائیں گی۔ اس اثنا میں ایک انگریز سیاح اور ہیئت دان بھی حضرت کی ملاقات کے واسطے دو دفعہ آیا تھا جس نے بہت عمدہ سوالات کئے تھے یہ سوالات مع جوابات انشاء اللہ جلد درج اخبار ہوں گے اس انگریز کا نام پروفیسر ریگ ہے۔ یہ صاحب محض اتفاق سے ریل کے اسٹیشن کے قریب ملے تھے اور بعض نے حضرت کے حالات ان کو سنائے تھے اس واسطے ان کو حضرت مسیح موعود کی ملاقات کی تحریک پیدا ہوئی تھی۔

عام تقریر حضرت اقدس کی ایک عام تقریر انشاء اللہ تعالیٰ اتوار کے روز ۳۱۔ مئی کو احمدیہ بلڈنگ کے میدان میں شامیانوں کے نیچے ہو گی۔

تشکریہ جماعت احمدیہ لاہور کو اللہ تعالیٰ اس مہمان نوازی اور خاطر داری کے واسطے جزائے خیر دے جو کہ انہوں نے اس وقت اپنے سر پر اٹھائی ہوئی ہے ہر روز وقت کثرت مہمانان سے ایک کثیر خرچ کھانے وغیرہ کا ہوتا ہے اور لاہور کی جماعت اس سب کو برداشت کر رہی ہے۔

ایک تجویز اگرچہ احباب احمدیہ لاہور یہ ارادہ رکھتے ہیں کہ جب تک حضرت یہاں رہیں تمام اخراجات کو وہ برداشت کریں گے اور ان کے اس نیک ارادے اور نیت کا ثواب ان کے لئے بہرحال ہو چکا ہے۔ لیکن ہماری رائے میں اگر ہمارے دوست اس جگہ نان بائی کی دوکان کی تجویز کر دیں جو اچھی روٹی پکائے اور گوشت اور دال عمدہ تیار رکھے۔ جس میں جیب وغیرہ حصر اشیا نہ ہوں اور قابل اعتبار آدمی ہو تو کثرت سے آنیوالے مہمان جو اپنا خرچ بآسانی برداشت کر سکیں ہیں وہ بخوشی تمام اپنا بوجھ اٹھا لیں گے اور احباب لاہور کا بوجھ کسی قدر ہلکا ہو جائیگا ایسے وسیع لنگر کو دیر تک برداشت کرنا خوف ہے کہ ہمارے عزیز دوستوں کو مشکلات میں ڈالے۔

چشمہ معرفت

حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی معہود کی تازہ تصنیف جس میں آپکا وہ لیکچر جو آریوں کے جلسہ میں پڑھا گیا تھا اور ان اعتراضات کے جواب جو بعد میں آریوں نے کئے تھے چھپکر شائع ہو گیا ہے علاوہ آریوں کے جواب کے حضرت کے دعاوی اور دلائل اور عام طور پر حقانیت اسلام پر لطیف دلائل اور قرآن شریف کی آیات کے معارف اور حقائق کثرت سے اس کتاب میں بیان ہیں یہ ایک ضخیم کتاب ہو گئی ہے اور اسکی جلدیں طیار ہو رہی ہیں لیکن جو صاحب چاہیں کہ جلد کا انتظام اپنے طور پر کریں وہ بیجلد بھی لے سکتے ہیں قیمت کتاب بیجلد عہ ہے اور مجلد کی قیمت مبلغ ہے ہو کتاب کے واسطے درخواستیں بنام مہتمم کتبخانہ حضرت مسیح موعود قادیان ضلع گورداسپور پنجاب بھیجیں

جو صاحب وی پی منگوانا چاہیں ان کے واسطے مناسب ہوگا کہ محصول کے واسطے کم از کم ٹکٹ پہلے بھیجدیں

ڈائری

القول الطیب

فائدہ بخش کلام ۱۴ مئی ۱۹۰۱ء صبح فرمایا۔ قرآن مجید ایک ایسی غذا کی مانند ہے جو ہر طبع و ہر مزاج کے لوگوں کے مناسب حال ہے اور یہی اس کے خدا کی طرف سے ہونیکا ثبوت ہے۔ ہم چاہتے ہیں ہماری جماعت کے لوگ بھی بولنا سیکھیں ان کا طرز تقریر بھی ایسا ہی ہو کہ جیسا وہ اعلیٰ درجہ کے لوگوں کے لئے مفید ہو ویسا ہی ادنیٰ کے لئے بھی فائدہ رسان ہے۔ اصل میں کلام کی عمدگی یہی ہے کہ وہ ہر قسم کے لوگوں کے مطابق حال ہو۔

وسطی راہ فرمایا۔ خدا نے اسلام کو دوسرے لوگوں کے لئے نمونہ بنایا ہے اسمیں ایسی وسطی راہ اختیار کی گئی ہے جو افراط و تفریط سے بالکل خالی ہے۔ وکذالک جعلنکم امۃ وسطا لتکونوا شھداء علی الناس

دو قسم کے جواب فرمایا جواب دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تحقیقی دوسرے الزامی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی بعض جگہ الزامی جوابوں سے کام لیا ہے کہ اس میں معترض کو اپنے مذہب کی کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ چنانچہ جب عیسائیوں نے کہا کہ عیسیٰ خدا کا بیٹا ہے اور دلیل یہ کہ وہ مریم کنواری کے پیٹ سے پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ان مثل عیسیٰ عند اللہ کمثل آدم یعنی اگر یہی اس کے بیٹا ہونیکا ثبوت ہے تو آدم بطریق اولیٰ بیٹا ہونا چاہیئے۔

چھوت چھوت وغیرہ دراصل اس بات کا نشان ہے کہ ان کا مذہب کمزور ہے جو اتنی سی بات سے بھی جاتا رہتا ہے۔ اسلام کی بنیاد چونکہ قوی ہے اس لئے اس نے ایسی باتوں کو اپنے مذہب میں نہیں رکھا چنانچہ کھانے کے متعلق فرمادیا۔ لیس علیکم جناح ان تاکلوا جمیعاً او اشتاتاً

مخلصانہ بیان بیان میں جب تک روحانیت اور تقویٰ و طہارت اور سچا جوش نہ ہو اس کا کچھ نیک نتیجہ مرتب نہیں ہوتا ہے۔

وہ بیان جو کہ بغیر روحانیت و خلوص کے ہے وہ اس پرنالہ کے پانی کی مانند ہے جو موقعہ بے موقعہ جوش سے پڑا جاتا ہے اور جس پر پڑتا ہے اُسے بجائے پاک و صاف کرنے کے پلید کر دیتا ہے۔ انسان کو پہلے اپنی اصلاح کرنی چاہیئے پھر دوسروں کی اصلاح کیطرف متوجہ ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا علیکم انفسکم۔ یعنی اے مومنو! پہلے اپنی جان کا فکر کرو۔ اگر تم اپنے وجود کو مفید ثابت کرنا چاہو۔ تو پہلے خود پاکیزہ وجود بن جاؤ۔ ایسا نہ ہو کہ باتیں ہی باتیں ہوں اور عملی زندگی میں ان کا کچھ اثر دکھائی نہ دے۔ ایسے شخص کی مثال اس طرح سے ہے کہ کوئی شخص ہے۔ جو سخت تاریکی میں بیٹھا ہے۔ اب اگر یہی تاریکی ہی سے گیا تو سوائے اس کے کہ کسی پر گر پڑے اور کیا ہوگا۔ اسے چراغ بن کر جانا چاہیئے تاکہ اس کے ذریعہ سے دوسرے روشنی پائیں۔

حقیقی علوم جسمانی علوم پر نازاں ہونا مناسب نہیں ہے چاہیئے کہ تمہاری طاقت روح کی طاقت ہو خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے سائنس یا فلسفہ یا منطق پڑھا یا اور ان سے مدد دی بلکہ یہ کہ ایدھم بروح منہ یعنی اپنی روح سے مدد دی۔ صحابہ اُمّی تھے ان کا نبی (سیدنا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام) بھی اُمّی۔ مگر جو پر حکمت باتیں انہوں نے بیان کیں وہ بڑے بڑے علماء کو نہیں سوجھیں کیونکہ ان پر خدا کی خاص تائید تھی تقویٰ و طہارت و پاکیزگی سے اندرونی طور پر مدد ملتی ہے۔ یہ جسمانی علوم کے ہتھیار کوئی ہتھیار نہیں ممکن بلکہ اغلب کہ مخالف کے پاس ان سے بھی زیادہ تیز ہتھیار ہوں پس ہتھیار وہ چاہیئے جس کا مقابلہ دشمن نہ کر سکے وہ ہتھیار سچی تبدیلی و دل کا تقدس و تطہر ہے۔ جیسے نزول المار ہو ویسا دوسروں کے نزول الار کو کیا مقدست کریگا۔ صاحب باطن کی بات اگر اس وقت بظاہر رد بھی کر دیجائے تو بھی وہ خالی نہیں جاتی بلکہ انسانی زندگی پر ایک دخفیہ اثر کرتی ہے۔ سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل

ہنسی ۱۴ مئی ظہر ہنسی کے متعلق ذکر تھا۔ فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماتحت ہو۔ تو اس میں کوئی حرج نہیں چنانچہ وہ فرماتا ہے۔ انہ ھو اضحک وابکی

طریق اصلاح داڑھی منڈانے کا ذکر آیا۔ فرمایا۔ لوگ کن بیہودہ اعتراضوں میں پڑے ہیں وہ ظاہر کو دیکھتے ہیں ہماری نگاہ باطن پر ہے جب انسان کا دل پاک ہو جائے۔ تو پھر یہ معمولی اصلاحیں خود بخود ہو جاتی ہیں۔ اگر پہلے ہی ایسی باتوں پر اعتراض کر دیا جائے تو انسان ابتلاء میں آجاتا ہے اور بہت سی بڑی باتوں سے محروم رہ جاتا ہے بعض نومسلم صحابہ پر بھی ایسے اعتراض ہوتے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یوں نہیں چاہیئے۔ جب انسان نے ایک صداقت کو اختیار کر لیا۔ تو آہستہ آہستہ دوسری صداقتوں کے اختیار کی توفیق بھی حاصل ہو جائیگی۔ تدریجی احکام اس لئے نازل ہوتے رہے۔ شراب کی حرمت یکدم نازل نہ ہوئی۔ کہ ابھی طبائع تیار نہ ہوئی تھیں ایسے لغو معترضوں سے ہمیں امید نہیں۔ کہ وہ کچھ بھی فائدہ حاصل کریں وہ اگر آنحضرت صلعم کے زمانے میں بھی ہوتے تو ان پر بھی اعتراض کرنے سے نہ رکتے اور آخر مرتد ہو جاتے۔ ہر نبی اور اس کی جماعت پر ایسے اعتراض ہوتے رہے ہیں۔ چنانچہ بعض نادانوں نے کہدیا ما لھذا الرسول یاکل الطعام ویمشی فی الاسواق۔ طعام سے مراد اچھا مکلف کھانا ہے جب انکار حد سے گذر جاتا ہے تو ایسے ہی اعتراض سوجھتے ہیں اس پر ایک دوست نے ذکر کیا کہ ایک شخص کہتا تھا کہ اگر قرآن سے حضرت کی صداقت کا ثبوت مل جائے تو میں اس قرآن کو بھی نہیں مانتا اگر خدا اپنے نشانوں سے سچا ثابت کرے۔ تو میں اس خدا پر بھی ایمان نہ لاؤں۔ یہ لغو قول۔ انتہا درجہ

کی ضمانت تجلی پر دال ہے۔

حضرت عیسیٰ پر ایک شخص نے جو ان کا مرید ہی تھا اعتراض کیا کہ آپ نے ایک فاحشہ سے عطر کیوں ملوایا اور انہوں نے کہا کہ دیکھ تو پانی سے میرے پاؤں دھوتا ہے اور یہ آنسوؤں سے۔ خدا کے نزدیک خلوص کی قدر ہوتی ہے اور میں سچ کہتا ہوں کہ آج کل کے جو فقیہ اور فریسی ہیں ان سے ایسی کنچنیاں پہلے بہشت میں جائیں گی۔ درحقیقت انہوں نے اس زمانہ کے علماء کی حالت کے اعتبار سے ٹھیک کہا۔

منقول پر چلو ایک شخص نے مسئلہ پوچھا۔ مرغی کی کھال اگر اتار کر لینگی۔ مرغی بھی ٹھیک رہی ہے۔ ذبح کرلی جاسکے۔ فرمایا سب مسائل میں اصول کے طور پر یاد رکھو۔ کہ دین میں صرف قیاس کرنا سخت منع ہے۔ قیاس وہ جائز ہے جو قرآن و حدیث سے مستنبط ہو۔

ہمارا دین منقولی طور سے ہمارے پاس پہنچا ہے۔ پس اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی حدیث ثابت ہو جاوے تو تسلیم ورنہ کیا ضرورت ہے کہ بیچار آنے کے لئے ایمان میں خلل ڈالے کی۔

لا تقولوا لما تصف السنتکم ھذا حلال وھذا حرام

آخری الزلزلہ آخری زلزلہ کی نسبت سوال ہوا۔ فرمایا حقیقۃ الوحی پڑھو۔ کہ اللہ نے اس کو حکم میں کچھ منسوخ بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔ یؤخرہا الی اجل مسمی۔ ہمارا خدا قادر مطلق خدا ہے جو کامل اختیارات رکھتا ہے یمحو اللہ ما یشاء۔ ہمارا ایمان ہے جنتر منتری کی طرح نہیں وہ ایک حکم صبح دیتا اور رات کو اس کے بدلنے کے کامل اختیارات رکھتا ہے ما ننسخ من آیۃ والی آیت اس پر گواہ ہے۔ آخر صدقہ خیرات بھی کوئی چیز ہے۔ تمام انبیاء کرام کا اجماعی مسئلہ ہے۔ کہ صدقہ و استغفار سے رد بلا ہوتا ہے بلا کیا ہے یعنی وہ تکلیف وہ امر جو خدا کے ارادے میں مقدر ہو چکا ہے۔ اب اس بلا کی اطلاع جب کوئی نبی دے۔ تو وہ پیشگوئی بن جاتی ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین ہے جو تضرع کرنے والوں پر اپنی رحمت سے رجوع کرتا ہے اسلئے ہمارا یہ عقیدہ نہیں کہ وعید کی پیشگوئیاں اٹل نہیں بلکہ وہ ٹل جاتی ہیں۔ دیکھو جہاں میں نے زلزلہ کا ذکر کیا ہے ساتھ ساتھ ہی توبہ استغفار تضرع و صدقہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس سے یہ مطلب ہے کہ یہ عذاب ٹل سکتی ہے۔ افسوس لوگ ہماری عداوت میں ایسے بڑھ گئے ہیں کہ وہ اسلام کے مسائل کو بھی بھول گئے ہیں۔ وہ ما کان اللہ معذبھم وھم یستغفرون پڑھتے ہیں اور پھر ہم پر اعتراض کرتے ہیں۔ اللہ ہدایت کرے۔

۱۵ مئی سنہ ۱۹۰۸ء ۔ ۱۰ بجے

دو معزز بیرسٹر ملاقات کو آئے ان سے مفصلہ ذیل مکالمہ ہوا۔

انشاء اللہ آپ نے آئندہ کے متعلق ایک بات کہی کہ ایسا کیا جائیگا مگر ساتھ ہی انشاء اللہ العزیز فرمایا اور بتلایا کہ انشاء اللہ کہنا نہایت ضروری ہے کیونکہ انسان کے تمام معاملات اس کے اپنے اختیار میں نہیں وہ طرح طرح کی مصائب اور مکارہ و موانع میں گھرا ہوا ہے ممکن ہے کہ جو کچھ ارادہ اس نے کیا ہے وہ پورا نہ ہو۔ پس انشاء اللہ کہہ کر اللہ تعالیٰ سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے مدد طلب کی جاتی ہے۔ آجکل کے نا عاقبت اندیش و نادان لوگ اس پر ہنسی اڑاتے ہیں۔

فائدہ مخالفت مخالفوں کے سب و شتم کا ذکر تھا فرمایا دیکھو۔ کاشتکاری میں سب چیزوں ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ پانی ہے بیج ہے۔ مگر نہی اس میں کھاد ڈالنے کی ضرورت پڑتی ہے۔ جو سخت ناپاک ہوتی ہے پس اس طرح ہمارے سلسلے کے لئے بھی گندہ مخالفت کھاد کا کام دیتی ہے۔

نقصان تفرقہ فرمایا۔ اسلامی فرقوں میں دن بدن پھوٹ پڑتی جاتی ہے پھوٹ اسلام کے لئے سخت مضر ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ جب سے اسلام کے اندر پھوٹ پڑی ہے۔ دمبدم تنزل کرتا جاتا ہے اسلئے خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا تا لوگ فرقہ بندیوں سے نکلکر اس جماعت میں شامل ہوں۔ جو بے ہودہ مخالفتوں سے بالکل محفوظ ہے اور اس سیدھے رستے پر چل رہی ہے۔ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا۔

سعی اتحاد ہم چاہتے ہیں کہ چند مذہب شناس و منصف مزاج و صاف دل لوگ جمع ہوں اور ہم انہیں سمجھائیں کہ ہمارا مذہب کیا ہے اور دوسرے لوگوں سے ہمارا کس بات میں اور کیوں اختلاف ہے معاملہ یہ ہو وقت میں خدا نے یہ سلسلہ قائم کیا ہے جبکہ اسلام و قرآن کے صدمے اٹھا رہا ہے ایک بیرونی طور سے حملہ ہے اور ایک اندرونی طور سے۔ چنانچہ بعض مسلمانوں ہی میں سے کہتے ہیں کہ اسلام کے احکام کوئی نہیں یہ روزہ و نماز و حج پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ جو کچھ عرب کے وحشیوں کے لئے ہی مفید ہو سکتی تھیں۔ پھر قیامت کے حالات پر طرح طرح کے اعتراض کرتے ہیں۔

دوم۔ وہ لوگ ہیں جو افراط کی طرف گئے ہیں اور وہ بعض انبیاء کی شان میں غلو کرتے کرتے یہاں تک پہنچے ہیں کہ انہیں خدا تک بنا دیا ہے۔ ایک حضرت عیسیٰ ہی کو لو۔ ان کو بعض ایسی صفات کا صاحب گردانا ہے جو خاصہ الوہیت ہیں

حضرت عیسیٰ کے واسطے کیوں خصوصیت وہ بے شک خدا کے مقربین میں سے تھے اور ان پر خدا کا فضل تھا وہ اسکی نبوت سے ممتاز تھے مگر ان کے لئے کوئی ایسی خصوصیت مقرر کرنا جو دوسرے انبیاء میں نہ ہو ٹھیک نہیں سمجھتے ہیں۔ کہ آسمان پر کوئی صدیوں سے بجسد العنصری ہے ممکن ہے۔ حالانکہ آنحضرت صلعم سے کفار نے قسمیں کھا کھا کر کہا کہ ہم ضرور مان لیں گے اگر آپ ہمارے سامنے آسمان پر چڑھ جاویں اس کا جواب جو دیا گیا وہ یہ تھا کہ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ جب اس نے ابتداء سے ایک قانون مقرر کر دیا کہ فیھا تحیون تو پھر اپنی سنت کے خلاف کیوں کرتا۔ اگر یہ عقیدہ (مسیح کے جسم آسمان پر چڑھ جانے کا) اس وقت کے مسلمانوں میں ہوتا۔ تو کافروں کا حق تھا کہ یہ کہہ کر ملزم کریں کیا وجہ ہے ایک نبی کے لئے یہ امر جائز قرار دیتے ہیں اور دوسرے کے لئے نہیں حالانکہ تم اس بات کے بھی قائل ہو۔ کہ آنحضرت صلعم تمام نبیوں سے اور بالخصوص حضرت عیسیٰ سے افضل اور جامع کمالات نبوت ہیں۔ غرض یہ زندہ آسمان پر چڑھ جانے کا ذکر قرآن شریف میں نہیں ہے۔ بلکہ قرآن تو اس عقیدہ کی تردید کرتا ہے۔ یہ آیت ہے جو ہم نے پڑھی ہے حدیث نہیں کہ اسے ضعیف یا وضعی ہونے کا اعتراض ہو سکتا ہو۔ سارا قرآن مجید اول سے آخر تک دیکھ لو۔ عیسیٰ کے اب تک زندہ رہنے کا ثبوت نہ پاؤگے۔ اگر پاؤگے تو یہ کہ فلما توفیتنی۔ یا عیسیٰ علیہ السلام رب العزت کے حضور عرض کرتے ہیں۔ جب تو نے مجھے وفات دی۔ تو پھر تو نگران حال تھا۔ میں دوبارہ نہیں آیا اور اگر عیسیٰ پھر سے بعد میں آگئے ہیں۔ توفی کے معنے موت۔ ابھی

بات ہے کہ اس کا انکار نہیں ہو سکتا۔ یہ لفظ قرآن مجید میں علاوہ انبیاء کے اوروں کے لئے بھی آیا ہے۔ مثلاً حضرت یوسف کے لئے کہ توفنی مسلما اور خود نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں او نتوفینک دونوں باب تفعل سے ہیں کسی لغت کی کتاب میں بھی اس کے خلاف معنے دیا ہوگا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کے کلام کی شہادت ہوئی۔ اب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی فعلی شہادت کی طرف دیکھو جو آپ کی رؤیت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے معراج کی رات عیسیٰ کو یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ اب اس میں تو کسی مسلمان کو شک نہیں کہ یحییٰ علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں پس فوت شدہ گروہ میں جو بہشت جا چکا ہے۔ کسی کو دیکھنا سوا اس بات کے اور کیا معنے رکھتا ہے۔ کہ وہ بھی مر چکا ہے۔ غرض یہ دو شہادتیں ہیں۔ آپ خود ہی انصاف کریں کہ ان سے کیا بات ثابت ہوتی ہے۔ پس کیا وجہ ہے کہ عیسےٰ کے لئے خصوصیات پیدا کی جائیں۔ پادری عیسےٰ کے خدا ہونے کی دلیل بیان کرتے ہیں کہ وہ مردے زندہ کرتا تھا۔ حالانکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے ویمسک التی قضی علیها الموت۔ اب خدا کے کلام میں تناقض نہیں۔ کہ ایک آیت میں کہے مردے دوبارہ دنیا میں نہیں آتے اور دوسری میں کہے کہ مردے زندہ ہوتے ہیں۔ پھر نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اس کے ہاتھ پر مردے زندہ ہوتے ہیں۔ لما یحییکم۔ اور سب کو معلوم ہے کہ اس سے مراد روحانی مردوں کا زندہ ہونا ہے پس مسلمان جو پادریوں کی متابعت میں عیسےٰ کے مردے زندہ کرنے کے قائل ہیں غلطی کرتے ہیں پھر کہتے ہیں۔ کہ جو مس شیطان سے پاک ہے وہ صرف عیسیٰ اور اس کی ماں ہی تھی۔ دیکھو اس میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کس قدر ہتک ہے۔ ایسے ہی اور بہت سی خصوصیتیں ہیں۔ جو مسلمانوں نے عیسیٰ کو دے رکھی ہیں جن سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک لازم آتی ہے۔ اور ہم اس بات کو کبھی بھی گوارا نہیں کر سکتے کہ اس سید الرسل سے بڑھ کر کسی کو بنایا جاوے جو سب سے بدرجہا افضل اور اعلیٰ تھا (اللّٰھم صل علی سیدنا محمد)

مکالمات الٰہیہ پھر ان مسلمانوں کا ہم سے اس بات کا استفسار ہو کہ ہم اس بات کے قائل ہیں کہ خدا کے مکالمات و مخاطبات اس امت کے لوگوں سے قیامت تک جاری ہیں اور یہ بالکل سچ ہے کیونکہ یہی تمام اولیاء امت کا مذہب رہا ہے۔ یاد رکھو کہ دین اسلام ایسا دین نہیں جس کے کمالات پیچھے رہ گئے ہیں اور آگے کے لئے اس میں کچھ نہیں۔ اگر یہ بات ہو اور اس کا مدار بھی قصوں پر ہی ہو۔ تو پھر بتاؤ کہ اس میں اور دوسرے دینوں میں فرق کیا رہ گیا۔ اسلام میں اگر کوئی چیز مابہ الامتیاز ہے تو یہی کہ اس کے پیرو الٰہی مکالمات و مخاطبات سے مشرف ہوتے ہیں خشک توحید کے قائل تو اور مذاہب بھی ہیں۔ مثلاً یہود پھر برہمو سماج۔ یہ سوال ہو سکتا ہے۔ کہ لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ پڑھنے کا کیا فائدہ ہے۔ یہی تو فائدہ ہے کہ سیدنا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی متابعت و پیروی و تصدیق رسالت اللہ تعالیٰ کا محبوب بنا دیتی ہے اور ان انعامات کا وارث جو اگلے برگزیدہ انبیاء پر ہوئے۔ اللہ نے اس کا نام فرقان رکھا ہے۔ چنانچہ فرمایا۔

یعنی وہ تمہیں ایک فرقان دیگا۔ پس دوسرے مذاہب اس میں ایک مابہ الامتیاز اسی جہان میں ہونا ضروری ہے۔ ہم اپنی بات کا ذکر نہیں کرتے۔ ہمارے معاملہ کو الگ رکھ کر کوئی ہمیں سمجھائے۔ کہ اگر اسلام بھی خشک توحید ہی سکھلانے آیا تھا جیسے کہ یہودی رکھتے اور برہمو سماج کے لوگ اس کے قائل ہیں۔ تو اتنا بڑا شریعت کا بوجھ ڈالنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک طرف تو مانتے ہیں کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے اور دوسری طرف اس میں کوئی مابہ الامتیاز نہیں بتاتے اور اس کے جو کمالات اور ثمرات ہیں۔ وہ بھی مردوں میں بتاتے ہیں۔ گویا زندوں کے لئے کچھ نہیں مصنوع سے صانع کی طرف جانا خدا تعالیٰ کی ہستی کا اصلی ثبوت نہیں ہو سکتا۔ بلکہ خدا شناسی کا یہی ایک ذریعہ ہے کہ وہ خود انا الموجود کہے۔ پچھلے قصے تو دوسرے مذاہب بھی سناتے ہیں پس اس کے مقابل میں اگر تم بھی دو چار گذشتہ قصے سنا دو۔ تو اس میں بہتری کیا ہوئی اور اس بات کا کیا ثبوت ہے۔ کہ جو کچھ تم کہتے ہو۔ وہ تو سچ ہے مگر ہر ہندو بیان کرتا ہے کہ ہمارے رہنما نے یہ یہ معجزہ دکھایا۔ وہ غلط ہے دیکھو انجیل میں ایسے معجزوں کا بھی ذکر ہے۔ کہ جب عیسےٰ کو صلیب ملا گیا۔ تو سب مردے قبروں سے نکل آئے۔ ہماری عقل کا تو یہاں اگر خاتمہ ہے کہ ایک شہر میں تمام مردے کس طرح سے نکلے اور پھر اور جو ان کے نکلنے کے بعد یہودیوں نے یسوع کو کیوں نہ مانا پس ایسے قصوں کے مقابلہ میں اگر ہماری طرف سے بھی قصے ہی ہوں تو کسی مخالف پر کیا اثر پڑ سکتا ہے۔

اس پر ایک صاحب نے پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا ہماری رائے میں یہی ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے۔

پھر معراج کی نسبت سوال ہوا۔ فرمایا بخاری میں جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ الباری ہے۔ تمام معراج کا ذکر کر کے اخیر میں فاستیقظ لکھا ہے۔ اب تم خود سمجھ لو کہ وہ کیا تھا۔ قرآن مجید میں بھی اس کے لئے رؤیا کا لفظ ہے وما جعلنا الرؤیا التی اریناک۔ پھر دوسرے صاحب نے پوچھا کہ اسلام میں جو اور فرقے ہیں۔ مثلاً حنفی شافعی نقشبندی چشتی۔ قادری۔ کیا جیسا ان کا باہم اختلاف ہے پس ایسا ہی یہ ایک فرقہ ہے یا اس میں کچھ زیادہ ہے۔

فرمایا۔ ہمارے نزدیک تو یہ سب رستے موجودہ صورت حالات میں اس تعلیم سے دور ہیں جو نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسلام کے متعلق فرمائی۔ یہ طرح طرح کی بدعات میں گرفتار ہیں ایسے ورد وظائف اور ذکر کے طریقے نکال رکھے ہیں جو آنحضرت سے ثابت نہیں۔ ان میں ایک ذکر ارّہ ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آدمی کو سل ہو جاتی ہے بعض مجنون ہو جاتے ہیں۔ جنہیں پھر ولی اللہ کہتے ہیں۔ اسلام میں ایسی پاگل کر دینے والی تعلیمات نہیں بلکہ یہ وصول الی اللہ کا طریقہ ہے۔ قرآن مجید میں تو یہ فرمایا۔ قد افلح من زکّھا و قد خاب من دسّھا۔ جب انسان محض اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے جذبات کو روک لیتا ہے۔ تو اس کا نتیجہ دین و دنیا میں کامیابی اور عزت ہے۔ فلاح دو قسم کی ہے۔ تزکیہ نفس حسب ہدایت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کرنے سے آخرکار بھی نجات ملتی ہے اور دنیا میں بھی آرام ہوتا ہے۔ گناہ خود ایک دکھ ہے وہ بیمار ہیں جو گناہوں میں لذت پاتے ہیں۔ بدی کا نتیجہ کبھی اچھا نہیں نکلتا۔ بعض شرابیوں کو میں نے دیکھا ہے کہ انہیں نزول الماء ہو گیا۔ مفلوج ہو گئے۔ رعشہ ہو گیا۔ ... سمجھ گئے خدا تعالیٰ جو ایسی بدیوں سے روکتا ہے تو لوگوں کے بھلے کے لئے۔ جیسے ڈاکٹر اگر کسی بیمار کو پرہیز بتاتا ہے۔ تو اس میں بیمار کا فائدہ ہے نہ کہ ڈاکٹر کا۔ پس فلاح جسمانی و روحانی پانی ہے۔ قرآن شریف نے

... اللہ تعالیٰ

کمال ہمت سے صغیرہ گناہوں سے بچنے کی عادت ڈالے۔ اب کوئی اگر ان صغیروں سے ان گناہوں سے نہ بچے تو اسلام پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔ حاصل کلام دو قسم کے لوگ ہیں ایک وہ جو نیچریت میں حد سے بڑھ گئے ہیں۔ قریب ہے کہ وہ دہریہ ہو جاویں۔ ان کے نزدیک ارکان صلوٰۃ ایک لغو حرکت ہے۔ وہ سب کہتے ہیں۔ نبی بھی اُمّی صحابہ بھی اُمّی۔ پس اُمیوں کے ایّن پر حکم ہوتا یہ افراط کا طریق ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو تفریط میں پھنسے ہیں۔ حقوق اسلام کو کھا گئے۔

فقیر ذرا اسے طرح طرح کے طریقے نکال بیٹھے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ تم امۃً وسطاً ہے۔ پس اعتدال چاہیئے۔ اور درمیانی راہ اختیار کرنی لازم ہے

ہمارے مخالفوں نے آپکو کس طرح کافر بنایا

پھر اس معزز ملاقات کرنیوالے نے (مسٹر فضل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لا) سے عرض کیا کہ اگر تمام غیراحمدیوں کو کافر کہا جائے تو پھر اسلام میں تو کچھ بھی نہیں رہتا۔

فرمایا۔ ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود کافر نہ بن جائے۔ آپ کو شاید معلوم نہ ہو جب میں نے مامور ہونے کا دعویٰ کیا تو اس کے بعد بٹالہ کے محمد حسین مولوی ابوسعید صاحب نے بڑی محنت سے ایک فتوے طیار کیا جس میں لکھا تھا کہ یہ شخص کافر ہے دجّال ہے ضال ہے۔ اس کا جنازہ نہ پڑھا جائے۔ جو ان سے السلام علیکم کرے یا مصافحہ یا انہیں مسلمان کہے وہ بھی کافر۔ اب سنو! یہ ایک متفق علیہ مسئلہ ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ کافر ہوتا ہے۔ پس اس مسئلہ سے ہم کس طرح انکار کر سکتے ہیں۔ آپ لوگ خود ہی کہدیں کہ ان حالات کی ماتحت ہمارے لئے کیا راہ ہے۔ ہم نے ان پر پہلے کوئی فتویٰ نہیں دیا۔ اب جو انہیں کافر کہا جاتا ہے تو یہ انہی کے کافر بنانے کا نتیجہ ہے۔ ایک شخص نے ہم سے مباہلہ کی درخواست کی۔ ہم نے کہا کہ دو مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں اس نے جواب لکھا کہ ہم تو تجھے پکا کافر سمجھتے ہیں۔

اس شخص نے عرض کیا کہ وہ آپ کو کافر کہتے ہیں تو کہیں لیکن اگر آپ نہ کہیں تو اس میں کیا حرج ہے۔ فرمایا۔ کہ جو ہمیں کافر نہیں کہتا ہم اسے ہرگز کافر نہیں کہتے لیکن جو ہمیں کافر کہتا ہے اسے کافر نہ سمجھیں تو اس میں حدیث اور متفق علیہ مسئلہ کی مخالفت لازم آتی ہے اور یہ ہم سے نہیں ہو سکتا۔

کافر نہ کہتے اگر حدیث نبوی نہ ہوتی

اس شخص نے کہا کہ جو کافر نہیں کہتے ان کے ساتھ نماز پڑھنے میں کیا حرج ہے۔ فرمایا۔ لا یلدغ المومن من جحر واحد مرتین۔ ہم خوب آزما چکے ہیں کہ ایسے لوگ دراصل منافق ہوتے ہیں۔ ان کا حال ہے۔ واذا لقوا الذین آمنوا قالوا آمنا واذا خلوا الی شیاطینهم قالوا انا معکم انما نحن مستهزؤن

یہ تو سلسلے کے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری تمہارے ساتھ کوئی مخالفت نہیں مگر جب اپنے لوگوں سے مخلی بالطبع ہوتے ہیں تو کہتے ہیں۔ کہ ہم ان سے استہزاء کر رہے تھے۔ پس جب تک یہ لوگ ایک اشتہار نہ دیں۔ کہ ہم سلسلہ احمدیہ کے لوگوں کو مومن سمجھتے ہیں بلکہ ان کو کافر کہنے والوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ تو میں آج ہی اپنی تمام جماعت کو حکم دیدیتا ہوں۔ کہ وہ ان کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیں۔ ہم سچائی کے پابند ہیں۔ آپ ہمیں شریعت اسلام سے باہر مجبور نہیں کر سکتے۔ جب اس میں یہ بالاتفاق مسلمہ مسئلہ ہے۔ کہ مومن کو کافر کہنے والا خود کافر ہے۔ تو ہم انہیں کس طرح مسلمان کہیں۔ اور ان مکفرین اہل حق کو کافر نہ جانیں ہم کس طرح سمجھیں کہ وہ سچے مسلمان ہیں۔ جب ان کے دلوں میں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کی عظمت نہیں ہے۔ حالانکہ ہر مسلمان پر فرض ہے۔ کہ وہ اپنے سید و مولیٰ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کا پاس کرے اور جو کچھ انہوں نے فرمایا اُسی کے مطابق عقیدہ رکھے۔

اس پر اس شخص نے پھر مکرر وہی کہا۔ آپ نے پھر بالتفصیل سمجھایا۔ کہ دیکھو پہلے اپنے ملاّں لوگوں سے پوچھ تو دیکھیں۔ کہ وہ ہمیں کیا سمجھتے ہیں۔ وہ تو کہتے ہیں یہ ایسا کافر ہے کہ یہود و نصاریٰ سے بھی اس کا کفر بڑھکر ہے پس جیسا کہ یوسف علیہ السلام کو جب مخلصی کا پیغام پہونچا تو آپ نے فرمایا پہلے ان سے یہ تو پوچھو کہ میرا قصور کیا ہے سو آپ صلح سے پہلے یہ تو پوچھئے۔ کہ ہم میں کفر کی کون سی بات ہے۔ ہم تو جو کچھ کرتے ہیں جو کہتے ہیں سب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت جلال و عزت کا اظہار موجود ہے۔ قرآن مجید میں ہے فمنهم ظالم لنفسه ومنهم مقتصد ومنهم سابق بالخیرات۔ ہم تو تینوں طبقوں کے لوگوں کو مسلمان کہتے ہیں مگر ان کو کیا کہیں۔ کہ جو مومن کو کافر کہتے ہیں۔ جو ہمیں کافر نہیں کہتے ہم انہیں بھی اس وقت تک ان کے ساتھ سمجھیں گے۔ جب تک کہ وہ ان سے اپنے الگ ہونے کا اعلان بذریعہ اشتہار نہ کریں اور ساتھ ہی نام بنام یہ نہ لکھیں۔ کہ ہم ان مکفرین کو بموجب حدیث صحیح کافر سمجھتے ہیں۔

تعلیم نسوان

پھر دوسرے صاحب نے پوچھا کہ تعلیم نسوان کے متعلق آپ کے کیا خیالات ہیں۔ فرمایا حدیث ہے۔ طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة۔ میں پہلے مردوں کا ذکر کرتا ہوں۔ کہ قبل اس کے جو اسلام کی حقیقت معلوم ہو اور اس کی خوبیاں معلوم ہوں۔ پہلے ان علوم کی طرف مشغول ہو جانا سخت خطرناک ہے۔ چھوٹے بچوں کو جب دین سے بالکل آگاہ نہ کیا جائے اور صرف مدرسہ کی تعلیم دی جائے۔ تو وہی باتیں ان کے بدن میں شیر مادر کی طرح پر جائیں گی۔ پھر سوا اس کے اور کیا ہے۔ کہ وہ اسلام سے پھر جائیں عیسائی تو بہت کم ہوں۔ کیونکہ تثلیث و کفارہ اور ایک انسان کو خدا ماننے کا عقیدہ ہی کچھ

ایسا لغو ہے۔ کہ اسے کوئی عقیل و فہیم قبول نہیں کر سکتا۔ البتہ دہریہ ہو جانے کا بہت خطرہ ہے پس ضرور ہے کہ پہلے روز ساتھ ساتھ روحانی فلسفہ پڑھایا جاوے۔ جب آجکل کی تعلیم نے مردوں پر مذہب کے لحاظ سے اچھا اثر نہیں کیا۔ تو پھر عورتوں پر کیا توقع ہے۔

ہم تعلیم نسوان کے مخالف نہیں ہیں بلکہ ہم نے تو ایک سکول بھی کھول رکھا ہے۔ مگر یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ پہلے دین کا قلعہ محفوظ کیا جائے تا بیرونی باطل تاثرات سے محفوظ رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کو سواء السبیل توبہ۔ تقویٰ و طہارت کی توفیق دے۔

ملازمت کیسی ہو

فرمایا۔ ملازمت اگر نہایت سے روسے تو ایک نعمت ہے جو ہر طرح سے قابل شکر یہ ہے اور اگر برخلاف اس کے بد افعال کا مرتکب کرے تو پھر ایک لعنت ہے جس سے بچنا لازم

بلا سے بچنے کا سامان کرے۔ جب بلا نازل ہو جاتی ہے تو اس وقت نہ سائنس کام دیتی ہے اور نہ دولت دوست بھی اس وقت تک ہیں جب تک صحت ہے۔ پھر تو پانی دینے کے لئے بھی کوئی نہیں ملتا۔ آفات بہت ہیں۔ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی توبہ کرو۔ کہ انسان کے گرد چیونٹیوں سے بڑھکر بلائیں ہیں جن لوگوں کا تعلق خدا سے ہے جس طرح وہ بلاؤں سے بچائے جاتے ہیں دوسرے ہرگز نہیں بچائے جاتے تعلق بڑی چیز ہے۔ بزیر سلسلہ زلفش طریق عیاری است۔ کوئی انسان نہیں ہے۔ جس کے لئے آفات کا حصہ موجود نہیں۔ ان مع العسر یسرا۔ انسان کو مایوس بھی نہیں ہونا چاہیئے۔

بہ کریمان کارہا دشوار نیست

ایک منٹ میں کچھ کا کچھ کر دیتا ہے۔ نو امید ہم مباش۔ کہ رندان بادہ نوش۔ ناگاہ بیک خروش بمنزل رسیدہ اند۔ امن اور صحت کے زمانہ کی قدر کرو۔ جو امن و صحت کے

[illegible]

اللہ تعالیٰ ظاہر کر دیگا کہ راستباز کون ہے۔

دعوی رسالت

فرمایا۔ ہم نے ان معنوں میں کوئی دعوی رسالت نہیں کیا جیسا کہ ان لوگوں کو دھوکا ہے۔ ہم اللہ جو کچھ ہمارا دعوی ہم اور منذر ہونے کا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی متابعت کا ہے دیکھا ہی ہے۔

آج کوئی نئی بات نہیں۔ ۲۴ سال سے یہ الہام ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء۔

۲۰ مئی ۱۹۱۰ء۔ عصر۔ صلح سے بہت فائدہ ہوا ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے کفار سے صلح کی۔ اس کا نتیجہ یہ تھا۔ کہ جب جنگ موقوف ہوئی تو مسلمانوں کے ساتھ کفار کا میل جول ہو گیا اور انہیں اسلام کی صداقتوں پر نظر کرنے کا موقعہ مل گیا پھر ان میں سے کئی سعید روحیں اسلام کے لئے تیار ہو گئیں۔

خدا کا ہاتھ سب سے بڑھکر طاقتور ہے۔

پنجاب کے مسلمانوں کے لئے انگریزوں کا وجود ایک

تعلق پیدا کرنا [illegible]

[illegible] فائدہ

دیکھو کوئی چور ہے۔ اور ایک شخص کا وہ دوست ہے۔ وہ شخص اس سے احسان و مدارات سے پیش آتا ہے۔ تو وہ چور خواہ کس قدر برا ہے مگر اس شخص کی کبھی چوری نہیں کرے گا اور کبھی اس کے گھر میں نقب نہیں لگائیگا۔ تو کیا خدا چور جیسا بھی نہیں کیا خدا سے وفاداری کا تعلق بے فائدہ جا سکتا ہے ہرگز نہیں۔

تمام اخلاق حمیدہ الٰہی صفات کے پرتو ہیں۔ جو سچے دل سے اس کے پاس آتے ہیں۔ وہ ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرقان رکھ دیتا ہے۔

خوف الٰہی

صوفی کہتے ہیں جس شخص پر چالیس دن گذر جائیں اور خدا کے خوف سے ایکدفعہ بھی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری نہ ہوں۔ تو اس کی نسبت اندیشہ ہے کہ وہ بے ایمان ہو کر مرے۔

اب ایسے بھی بندگان خدا ہیں کہ ۴۰ دن کی بجائے چالیس سال گذر جاتے ہیں اور ان کی اس طرف توجہ ہی نہیں ہوتی۔

دانشمند انسان وہ ہے۔ جو بلا آنے سے پہلے

ہے۔ یا صدا خیرات پر رجوع کرتا ہے خدا اس کی تکلیف و بیماری کے زمانہ میں مدد کرتا ہے۔ سچے دل سے تضرع ایک حصار ہے جس پر کوئی بیرونی حملہ آور نہیں ہو سکتی۔

ڈاکٹر عبد الحکیم

۱۹ مئی ۱۹۱۰ء۔ عبد الحکیم کی کتاب کا ذکر تھا کہ بہت سے اعتراض کئے ہیں۔ فرمایا۔ ہم نے جو کچھ کہنا تھا کہہ چکے بحثیں ہو چکیں کتابیں مفصل لکھی جا چکی ہیں۔ اب بحثیں پڑھنا فضولیوں میں داخل ہے۔

فرمایا ہر ایک شخص کی فطرت جدا ہو جاتی ہے ہمیں تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس طرح کوئی شخص ایک آدمی کی ۲۰ سال مریدی کرنے کے بعد اور اس کے ماتحت تعلیم حاصل کرنے کے بعد اور اس سے فائدہ اٹھانے کے بعد پھر اس کے حق میں ایسی گندی گالیاں بول سکتا ہے ہماری تو سمجھ میں نہیں آسکتا مگر ہر ایک شخص کی فطرت جدا ہوتی ہے۔ عرب صاحب عبد الحی نے عرض کیا کہ میں پٹیالہ سے آیا ہوں۔ عبد الحکیم نے آپکے متعلق پیشگوئی کی ہے۔ کہ آئندہ ۲۸ ساون کو آپ کی وفات ہو جاویگی لیکن پٹیالہ کے لوگ خوب جانتے ہیں کہ وہ ایک جھوٹا آدمی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ کل جمل علی شاکلتہ

نعمت ہے۔ اگر انگریز نہ ہوں۔ تو جو کچھ نظارہ ہوتا اس کے تصور سے بھی گھبراتا ہے۔

مسلمانوں کو عیسائیوں سے باوجود اختلاف کے ایک قسم کا اتحاد ہے۔ مگر ہندو تو بالکل الگ ہیں۔

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے انتقام سے کام نہیں لیا۔ کوئی پوچھے کہ کتنے سو سوروں کو ہلاک کر دیا۔ پھر کپڑے بیچ کر تلواروں کے مول لینے کا حکم دیا۔

خط و کتابت

ہر ایک صاحب کو چاہیئے کہ ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھا کرے۔ بعض لوگ حضرت کی خدمت میں بھی خط لکھتے ہیں اور اپنا پتہ نہیں لکھتے وہ خیال کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم نے پتہ لکھا تھا تو کاتب خطوط کو یاد ہوگا مگر یہاں اس کثرت سے خط آتے ہیں کہ سب پتے یاد رکھنا ممکن ہے اس واسطے ہر صاحب کو چاہیئے کہ ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھا کرے۔ ایک صاحب میر شجاعت علی نام کے ہمیشہ خطوط حضرت کی خدمت میں آیا کرتے تھے مگر کسی خط پر میر صاحب اپنا پتہ نہ لکھتے تھے جواب تو ہم کچھ مدت تک خاموش رہے مگر وہ ناکافی ہونے کے سبب دقت پیش آتی رہی اور اس طرح

المفتی

ایک شخص نے جو اپنی جماعت میں داخل ہیں اور پٹواری ہیں بذریعہ خط حضرت کی خدمت میں عرض کی کہ پٹواریوں کے واسطے کچھ رسوم گورنمنٹ کی طرف سے مقرر ہے لیکن عام رسم ایسی پڑ گئی ہے کہ پٹواری بعض باتوں میں اس سے زیادہ یا اس کے علاوہ بھی لیتے ہیں اور زمیندار بخوشی خاطر خود ہی بغیر مانگے کے دے جاتے ہیں آیا اس کا لینا جائز ہے یا کہ نہیں۔ فرمایا۔ اگر ایسے پیسے کی خبر باضابطہ حکام تک بالفرض پہنچ جاوے اور بموجب قانون اس پر فتنہ اٹھنے کا خوف ہو سکتا ہو۔ تو یہ ناجائز ہے۔

فونوگراف میں نظم

ایک شخص نے عرض کیا کہ کیا جائز ہے کہ حضور کی نظمیں فونوگراف میں بند کر کے لوگوں کو سنائی جائیں۔ فرمایا اعمال نیت پر موقوف ہیں۔ تبلیغ کی خاطر اس طرح سے نظم فونوگراف میں سنانا جائز ہے کیونکہ [illegible] اوقات لوگوں کے دلوں کو نرمی اور رقت حاصل ہوتی ہے۔

افریقہ میں انجمن احمدیہ [illegible]

ہر جگہ سے خبریں آ رہی ہیں کہ انجمن احمدیہ [illegible] میں قائم ہو رہی ہے۔ مگر تا حال افریقہ میں پوری حیثیت کے ساتھ احباب افریقہ کو ایک باضابطہ انجمن میں منسلک کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ہماری رائے میں تمام افریقہ کے واسطے ایک جدا انجمن ہونی چاہیئے جس کا نام انجمن افریقہ ہو۔ اور پھر اس کے ماتحت مختلف شہروں میں انجمن ہونی چاہیئے۔ افریقہ کے معزز دوستوں کو اس کام میں پیچھے نہیں رہنا چاہیئے بہت جلد انجمنوں کا انعقاد کرانا چاہیئے۔

ریویو

مقناطیسی قوت

ترجمہ سید عبدالرحمٰن صاحب آنریری سیکرٹری ینگ مین کلب میرٹھ

قیمت ۳؍ یہ ایک چھوٹا سا رسالہ جس میں علم مسمریزم کے ابتدا اور ترقی اور اس کے ذریعہ سے امراض کے دور کرنے کا طریقہ عمدگی سے بیان کیا گیا ہے کتاب اگرچہ بہت چھوٹے پیپر کی ہے مگر اس میں مختلف تجربوں کے ساتھ تمام ضروری امور کا بیان کیا گیا ہے۔ قوت مقناطیسی سے امراض کا علاج بھی طبابت کی ایک شاخ سمجھنا چاہیئے اور اس کے عامل اگر دھوکے سے باز رہیں اور حسن نیت سے کام کریں تو مخلوق الٰہی کو بہت فائدہ پہونچا سکتے ہیں حقیقی علم توجہ تو وہ ہے جس میں انسان اپنے خدا کی طرف جھکتا ہے۔ کیونکہ اس کے نتیجہ میں انسان پائدار اور سچی راحت کا وارث بنتا ہے۔ لیکن دنیوی اور ظاہری ہنر کے رنگ میں جس کا تعلق اخلاق یا مذہب کے ساتھ نہیں علم توجہ بھی منجملہ مفید علوم کے ہے۔

کرکٹ گائڈ

مصنفہ سید صاحب موصوف مذکورہ بالا

قیمت ۱؍۔ اس میں کرکٹ کے متعلق تمام قواعد۔ اصطلاحات وغیرہ کا عمدگی سے ذکر ہے سیکنڈری ڈیپارٹمنٹ کے طلبا کو چاہیئے کہ اس کتاب کو ضرور پڑھیں۔ اخیر میں کرکٹ کے متعلق بول چال کے بامحاورہ انگریزی فقرات بمع ترجمہ بھی درج ہیں۔ الغرض

The Book is small but concise -

تا اطلاع ثانی تمام خط و کتابت اس پتہ پر ہونی چاہیئے۔

دفتر اخبار بدر احمدیہ بلڈنگ لاہور

نوٹ۔ لفظ لاہور نہ لکھا جاوے۔ در شہر ما میں آتا ہے

کھتری سماچار مشین پریس لاہور میں چھپا

ایک انگریز کی حضرت سے ملاقات

دلچسپ اور مفید مکالمہ

(پروفیسر کلیمنٹ ریگ ایک مشہور سیاح ہیئت دان اور لیکچرار ہے۔ اوس کا اصلی وطن انگلستان میں ہے آسٹریلیا میں بہت مدت تک وہ گورنمنٹ کا ملازم افسر صیغہ علم ہیئت رہا۔ سائنس کے ساتھ پروفیسر مذکور کو بہت دلچسپی ہے اور چند کتابیں تصنیف کی ہیں۔ جبکہ حضرت لاہور میں تشریف لائے۔ تو پروفیسر اوس وقت یہیں تھا اور اوس نے علم ہیئت پر ایک لیکچر ریلوے اسٹیشن کے قریب دیا تھا۔ اور ساتھ میجک لینٹرن کی روشنی سے اجسام فلکی کی تصویریں دکھائی تھیں۔ یہ لیکچر ہم نے بھی سنا تھا۔ دوران لیکچر میں پروفیسر کی گفتگو سے مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ شخص اندھا دھند عیسائیت کی پیروی کرنیوالا نہیں بلکہ غیر متعصب اور انصاف پسند ہے اس واسطے میں اوس سے ملا اور حضرت اقدس کے دعوی مسیحیت و مہدویت اور اوس کے دلائل سے اوس کو خبر کی۔ ان باتوں کو سنکر وہ بہت خوش ہوا اور کہا کہ میں ساری دنیا کے گرد گھوما ہوں اور میں تو ایسے ہی آدمی کی تلاش میں ہوں اور حضرت کی ملاقات کا از حد شوق ظاہر کیا چنانچہ وہ اور اوس کی بیوی دو دفعہ حضرت کی ملاقات کیواسطے احمدیہ بلڈنگ میں آئے اور علمی سوالات کئے۔ اون میں سے پہلی گفتگو درج ذیل کی جاتی ہے۔ ایڈیٹر)

ابتدا

انگریز۔ میں اور میری بیوی آپ کی ملاقات کو اپنے لئے موجب فخر سمجھتے ہیں۔

مسیح۔ میں آپ کی ملاقات سے بہت خوش ہوں۔

انگریز۔ میں ایک سیاح ہوں اور علمی مذاق کا آدمی۔ کائنات عالم پر نظر کرتے ہوئے جب میں دیکھتا ہوں کہ زمین و آسمان میں طرح طرح کے عجائبات بھرے پڑے ہیں اور نظام شمسی کا حال اس قدر وسیع ہے کہ عقل چکر کھا جاتی ہے۔ تو میں یقین نہیں رکھتا کہ ان کا بنانے والا خدا کسی خاص فرقے یا کسی خاص کتاب میں محدود ہو۔ مسلمانوں کا مذہب جو ہے۔ عیسائیوں کا بھی۔ یہودیوں کا بھی۔ میں کسی کی خصوصیت نہیں کرتا۔ میں صداقت کو چاہتا ہوں۔

خدا کسی خاص قوم کا نہیں

مسیح۔ واقعی یہ بات صحیح نہیں کہ ایک خاص فرقے ایک خاص قوم میں خدا اپنا مقام رکھتا ہو۔ صحیح بات یہی ہے کہ خدا تمام دنیا کا خدا ہے اور جیسا کہ ظاہری اجسام کے لئے سب کی پرورش کرتا ہے اور اوس نے انسان کے جسمانی آرام کے لئے اجرام سماوی۔ ہوا۔ اناج۔ پانی وغیرہ اشیاء پیدا کیں۔ ایسا ہی وہ روحانی زندگی کے لئے بھی سامان مہیا کرتا رہا ہے یہی ہمارا عقیدہ ہے اور یہی قرآن میں لکھا ہے کہ خدا رب العالمین ہے۔ وہ ہر زمانہ میں ہر قوم کی اصلاح کے لئے اپنے پاک بندے بھیجتا رہا ہے اور بھیجتا رہے گا۔ وہ وقتاً فوقتاً اصلاح کرتا رہا اور کرتا رہیگا ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔ یعنی کوئی بستی اور قوم نہیں جس میں خدا کیطرف سے نذیر نہیں آیا۔ کتابوں میں جو اختلاف ہے۔ وہ درحقیقت اختلاف نہیں۔ بلکہ ہر زمانہ میں قابل اصلاح امور کی اصلاح ہوتی رہی ہے اس کی مثال طبیب کے نسخے سے دیجاتی ہے جوں جوں بیمار کی حالت بدلتی جاتی ہے۔ نسخہ بھی بدلتا جاتا ہے دنیا میں جب اعمال کا فساد بڑھ جاوے اور لوگوں کی عملی زندگی بالکل خراب ہو جاوے اور اعتقادات میں بھی فساد پڑ جاوے۔ لوگ خدا کو چھوڑ کر بت پرستی کیطرف مشغول ہو جائیں تو اوس کی عزت تقاضا کرتی ہے کہ کسی مصلح کو پیدا کرے۔ اصلاح خدا کے قانون قدرت سے باہر نہیں جیسے ہم لوگوں کے لئے وہ ہوا [illegible] وہ اناج مفید نہیں۔ جو آدم کے وقت تھا۔ بلکہ تازہ ہوا تازہ برسات تازہ اناج کی ضرورت ہے اور ضرور ہے کہ ہمارے لئے الگ موسمی برسات ہو۔ اسی طرح خدا کی عادت ہے۔ کہ آسمانی سلسلہ کی گذشتہ پرورش ہمارے لئے کافی نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی خدا کا منکر ہے تو اوس کے لئے بحث کا الگ طرز ہے اگر کوئی خدا کے وجود کا قائل ہے تو ان دو سلسلوں کو مقابل رکھ کر فائدہ حاصل کرے یعنی ایک جسمانی سلسلہ اور ایک روحانی سلسلہ۔ جیسے وہ خدا موسمی برسات و ہوا سے جسمانی سلسلے کو تازہ کرتا رہتا ہے اسی طرح روحانی سلسلہ کو روحانی بارش سے۔ اگر جسمانی سلسلے کی پرورش کرنے والی اشیاء اب ناپید ہو جاویں تو وہ سلسلہ نہیں رہتا۔ اسی طرح اگر ہمیں کہ روحانی سلسلے کے لئے جو کچھ ہوتا۔ (از قسم وحی و الہام و نشانات) وہ پیچھے رہ گیا۔ تو روحانی سلسلہ بھی مردہ ہو گیا سمجھو اور یہ ناممکن ہے۔ پس کیا یہ ضروری نہیں کہ زمانہ میں معارف و تازہ حقائق پیدا ہوں۔

انبیاء کا جو سلسلہ چلا آتا ہے اس کو ایک ہی نظر سے دیکھنا ٹھیک نہیں۔ جو لوگ اپنے پاس ثبوت رکھتے ہیں اون کو معمولی انسان کہنے سے کہ میں معمولی آدمی ہوں رد نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں اگر کسی کا حق ہے تو یہ کہ وہ ثبوت طلب کرے۔ سو ہم بتاتے ہیں۔ کہ ہمارا ثبوت قصے کہانیوں پر موقوف نہیں بلکہ ہمارے موجودہ وقت موجودہ ہیں۔ سب سے بڑا ہیئت دان نظام شمسی پر نظر ڈالنے سے منصف مزاج ہو گا۔ تو یہ کہیگا۔ کہ کوئی اس کا صانع ہونا چاہیئے مگر نبی یہ بتاتا ہے کہ واقعی "خدا" ہے

دنیا کب سے ہے

انگریز۔ یہ ایک چھوٹی سی زمین ہے۔ میں یقین کرتا ہوں اور بھی کئی زمینیں ہیں اور اور بھی کئی سلسلے ہیں۔ مجھے یہ عقیدہ غلط معلوم ہوتا ہے کہ صرف چند ہزار برس سے دنیا کی پیدائش شروع ہوئی۔ اور خدا نے آدم و حوا کو پیدا کیا۔ پھر ایک پھل کھانے سے اون کی سب اولاد گنہگار ہو گئی۔

مسیح۔ ہم کب کہتے ہیں کہ صرف یہی زمین ہے جس میں خدا کی مخلوق ہے۔ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آیا۔ [illegible] ستارے وغیرہ میں آبادی ہے اور ایسی مخلوق اس میں ہے جو نبوت کی محتاج ہو۔ تو خدا نے وہاں بھی ضرور نبی پیدا کئے۔ دوسرا عقیدہ بھی غلط ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ۔ کوئی کسی کے لئے گنہگار نہیں ہو سکتا۔ ہمارا ہرگز یہ مذہب نہیں۔ کہ اسی چھوٹی سی زمین میں جو کچھ ہے بس یہی ہے اور اسی کے لئے سب سلسلہ ہے۔

حقیقت گناہ

انگریز۔ دو باتیں پوچھنی چاہتا ہوں گناہ کس چیز کو کہتے ہیں۔ ایک ملک کا آدمی ایک چیز کو گناہ قرار دیتا ہے۔ دوسرا اوس کو عین ثواب۔ علمی طور سے یہ مانا جاتا ہے۔ کہ انسان کیڑے سے ترقی کرتا کرتا اس حد تک پہونچا ہے اور آخر یہ اس کے لئے یہ امتیاز پیدا ہو گیا۔ اس امتیاز کے ذریعے سے ایک کو اچھا اور ایک کو بُرا کہتا ہے۔ دوم۔ شیطان کیا چیز ہے اور خدا ایسا وسیع علم والا قادر ہو کر کیوں [illegible] کہ شیطان اپنی بدی پھیلائے۔

مسیح۔ [illegible] کو مانتے ہیں۔ آپ مذاق پر ہم گفتگو کرتے ہیں۔ انسان کی زندگی اسی دنیا تک محدود

نہیں۔ بلکہ وہ ایک قسم کی دائمی زندگی رکھتا ہے۔ تمام قسم کی راحت و خوشحالی کا سرچشمہ خدا ہے۔ جو شخص اس کو چھوڑتا ہے۔ خواہ وہ کسی پہلو سے چھوڑتا ہے۔ اس حالت میں اسے کہا جاتا ہے کہ اوس نے گناہ کیا۔ پھر خدا نے محض انسانوں کی فطرت پر نظر کر کے جو اعمال ان کے حق میں مضر پڑتے ہیں۔ اون کا نام گناہ رکھدیا اون میں سے بعض مناہی ایسے بھی ہوتے ہیں۔ جن کی تہ کی حکمت تک انسان نہ پہونچ سکے۔ جو شخص چوری کرتا ہے وہ بیشک دوسرے کا نقصان کرتا ہے مگر اس کے ساتھ اپنی پاک زندگانی کا بھی نقصان کرتا ہے۔ اسی طرح جو زنا کرتا ہے۔ وہ بھی دوسرے کے حق میں دست اندازی کرنے کے علاوہ اپنا نقصان بھی کر لیتا ہے۔ پس جس قدر باتیں انسانی پاکیزگی کے خلاف ہیں جن سے انسان خدا سے دور ہو جاویں۔ وہ گناہ ہے بعض باتیں ایسی بھی ہیں۔ جو عام سمجھ میں نہ آسکیں مگر یقین رکھو کہ خدا سب سے بڑا اور سب سے زیادہ علم والا ہے۔ وہ انسان کے لئے وہی بات تجویز کرتا ہے۔ جو اس کی فطرت کے لئے بہت ضروری ہو۔ جیسے ڈاکٹر بیمار کے لئے کچھ تجویز کرتا ہے۔ اب بیمار اس پر اعتراض کرے تو یہ اوس کی غلطی ہے۔ بیمار کو تو ڈاکٹر کا مشکور ہونا چاہیئے سو اگر اللہ تعالے نے ہمیں ضرر دینے والی مضر اشیاء کی نسبت نہ بتاتا تو وہ بھی اس کا اختیار تھا۔ مگر وہ رب العالمین ہے اس لئے اس نے بتا دیا۔ جیسے بیمار دین کے لئے پرہیز ہیں جن اور ان کو توڑنا گناہ ہے۔ اسی طرح روحانی سلسلہ میں بہت پرہیز ہیں۔ جن پر کاربند رہنا خود آدمی کے لئے مفید ہے۔ خوب یاد رکھو۔ کہ انسان کی سچی پاکیزگی اور سچی راحت اور آرام کا موجب خدا کی محبت اور اس کا وصال ہے۔ جن باتوں کو خدا اپنے تقدس کی وجہ سے نہیں چاہتا۔ اون کا نہ چھوڑنا گناہ ہے۔ پھر یہ بھی ہم دیکھتے ہیں۔ کہ گناہ والی چیزوں کو تقریباً تمام قومیں گناہ مانتی ہیں مثلاً سب مذاہب میں چوری۔ جھوٹ۔ زنا گناہ ہے اور سب کو تسلیم ہے۔ کہ یہ اللہ کے تقدس کے خلاف انسانی فطرت کے مضر ہیں۔ پھر ہر ایک شخص اپنے گناہ کو محسوس کر لیتا ہے ایک شخص کسی کے بچہ کو مارے وہ خود محسوس کر لیتا ہے۔ کہ میں نے برا کیا۔ [illegible] دے۔ تو سمجھتا ہے۔ کہ نیکی کی ہے پس گناہ کی پہچان مشکل نہیں۔ اور نہ اوس کا [illegible] میں

کوئی ایسا اختلاف ہے۔ شیطان کے بارے میں جیسے کہ میں نے کئی مرتبہ بیان کیا۔ انسان کی سرشت میں دو قوتیں رکھی گئی ہیں۔ ایک قوت نیکی کیطرف کھینچتی ہے اور دوسری بدی کی تحریک کرتی رہتی ہے۔ یہ اس لئے تا اس آزمائش میں پڑ کر پاس ہو اور بدی سے رکنے کا ثواب پائے اور الٰہی اطاعت کا انعام حاصل کرے۔ دوسرے لفظوں میں۔ اس بدی کے محرک کو شیطان کہہ لو۔ ہم اکیلے شیطان کے قائل نہیں۔ بلکہ ہم تو شیطان کے ساتھ فرشتہ کے بھی قائل ہیں۔ ہم ان باتوں کے قائل نہیں۔ جیسے عیسائی کہتے ہیں۔ بلکہ ہم داعی خیر کو فرشتہ اور داعی شر کو شیطان سے تعبیر کرتے ہیں

باعث وجود گناہ

انگریز۔ گناہ کا وجود ہی کیوں ہے

مسیح۔ خدا کسی بدی کا ارادہ نہیں کرتا نہ وہ بدی پر راضی ہے۔ مگر اوس نے انسان کو نیکی و بدی کا اختیار دیا۔ تا نیکی پر ثواب کا مستحق ہو۔ کیونکہ اگر دنیا میں گناہ کا وجود نہ ہوتا۔ تو خیر کا بھی نہ ہوتا۔ اس بات کو خوب سمجھ لو۔ کہ اگر گناہ نہ ہو تو خیر بھی نہ ہو۔ نیکی کیا ہے۔ یہی کہ اگر چوری کا موقعہ ہو۔ تو چوری نہ کرے۔ زنا کا موقعہ ہو زنا نہ کرے۔ اب دیکھو۔ چوری و زنا کا وجود تھا۔ جبھی تو اس سے رکنے کا نام نیکی ہوا۔ پس بدی کے پیدا کرنے میں یہ حکمت تھی۔ در اصل یہ بھی نیکی کی خدمت میں لگی ہے۔ دوسرا جواب یہی ہے۔ کہ جو شخص خدا تعالیٰ کو مانتا اور اوسے علیم و حکیم جانتا ہے۔ اسے اس کے فعلوں پر اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں۔ مثلاً کوئی شخص پوچھے۔ سورج اس طرف کیوں جاتا ہے۔ اس طرف کیوں نہیں جاتا۔ تو یہ غلط ہو

اس کے بعد پھر زیادہ تشریح کے طور پر فرمایا۔

ایک شخص چیخنے کے سوا نہیں بول سکتا۔ جو کسی کو پسند نہیں ہے اور دوسرا وہ ہے جسکی آواز ہی نرم ہے تو اب نرم آواز کا ثواب پہلے ہی کو ملیگا۔ مثلاً اگر ایک جو حالت رکھتا چل ہی نہ سکتا۔ تو اوس کے لئے کوئی کام نیکی ہو ہی نہ سکتا۔ اصل میں افراط و تفریط کی حالت ہی نیکی بتاتی ہے۔ پھر چونکہ اوسے اختیار دیا گیا ہے۔ کہ ہر طرف ہر پہلو میں ترقی کر سکتا ہے۔ اس لئے در اصل بدی نیکی بنانے میں مدد دے رہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر بدی کی طاقت انسان میں نہ ہوتی۔ تو نیکی کا وجود ہی نہ ہوتا۔ مثلاً پرندوں میں وہ ایک ہی طرز پر ہیں اب ان کا کوئی کام نیکی کا نہیں سمجھا جاتا۔ جیسا کہ بدی کا نہیں سمجھتے

انسان میں اگر اخلاق ذمیمہ نہ ہوتے۔ تو کس طرح اس کے خلاف کو اخلاق حمیدہ کہتے۔ جب ہم کہتے ہیں فلاں نیک ہے۔ تو بدی کا تصور اوس کے ساتھ ضروری ہے یعنی فلاں بدی کے خلاف ایسے اخلاق ہیں۔ اگر ایک ہی پہلو پر انسان کو پیدا کیا جاتا۔ تو دوسرے پہلو پر ثواب یا عقاب نہ ہوتا۔ اللہ نے ہر انسان کو دونوں پہلوؤں پر قادر کیا ہے۔ جب ہی نیکی طرف جانے سے انعام ملتا ہے۔ کیونکہ اوس نے نیکی کی۔ مگر اس نیکی کا وجود جب ہی ہوا کہ پہلے اس میں انتقام کی قوت تھی۔ اگر کسی کے ہاتھ نہیں اور وہ کہے کہ میں نے فلاں بے گناہ کو تھپڑ نہیں مارا۔ تو یہ نیکی نہیں۔ ہم نہیں سمجھتے کہ اس سے کوئی انکار کرسکے۔ کیونکہ بدیہیات محسوسہ مشہودہ کا انکار نہیں ہو سکتا۔ ہر ایک قوت جو انسان کو دی گئی ہے۔ وہ بذاتہ بری نہیں بلکہ اس کا بد استعمال (خلاف موقعہ و محل) اوس سے بدی پیدا کراتا ہے۔

اتنا سننے کے بعد انگریز کے دل میں ایک سائنس کا مسئلہ پیدا ہوا۔ کہ دنیا میں دو طاقتیں ہیں۔ مثبت اور منفی۔ مثبت کو استعمال کرتے جائیں۔ تو منفی بڑھتی جائے گی۔ اسی طرح اگر ہم نیکی کو استعمال کریں گے۔ تو بدی بڑھ کر دنیا کو تباہ کر دے گی۔

اس پر اسے سمجھا دیا گیا۔ کہ اللہ اور انسان کے درمیان ایک خاص تعلق ہے۔ انسان اللہ کو ملنا چاہتا ہے۔ اس میں جدائی ڈالنے والی چیز گناہ ہے۔ جوں جوں تعلق بڑھتا جاتا ہے۔ قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ ایک خاص نقطہ پر پہونچکر جھٹ ایکدوسرے سے مل جاتا ہے

نجات عیسوی

انگریز۔ میرے دو سوال ہیں (۱) عیسائیوں کا عقیدہ ہے۔ کہ شیطان سے دنیا گمراہ ہو گئی۔ خدا نے پھر دوبارہ آکر اسے خریدا۔

مسیح۔ ہم تو اس کو لغو سمجھتے ہیں۔ جو اس کے قائل ہیں ان سے پوچھا جائے۔

ترقی ہے یا تنزل

انگریز۔ دنیا کے علم نظارہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ انسان ادنیٰ سے اعلیٰ حالت کیطرف ترقی کر رہا ہے مگر عیسائی کہتے ہیں کہ انسان اعلیٰ سے ادنیٰ حالت کو پہونچا۔ پہلے اوس نے آدم کو پیدا کیا اور وہ گناہ سے ادنیٰ حالت کو پہنچا

مسیح۔ ہمارا عیسائیوں سا عقیدہ نہیں بلکہ ہم انجیل قول کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ آدم کو جو جنت سے اتارا

بقیہ امر سلوکاری اور یہ ہے ہمارا حوصلہ و تحمل و بردباری۔ کہ یہ سب کچھ سنکر احمدی جماعت نے کوئی جوش نہیں دکھلایا۔ ان کے سینے چھلنی کر دئے گئے۔ مگر اونہوں نے اُف تک نہیں کی۔ یہ امام ہمام کی مقدس تعلیم کا نتیجہ ہے سننے والے سنیں۔ دیکھنے والے دیکھیں۔ غور کرنے والے غور کریں۔

تشحیذ الاذہان

چونکہ رسالہ کی چھپوائی کا انتظام قادیان میں عمدہ طور سے نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ لاہور میں چھپوائی کا بندوبست کیا جاوے اس لئے ماہ جون کا رسالہ بروقت شائع نہیں ہو سکیگا احباب مجھے معذور سمجھیں۔ انشاء اللہ جون و جولائی کا پرچہ اکٹھا شائع ہوگا۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

عبدالرحیم مینیجر رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۲ - ہیں اور باوجود ایک زمیندار جائداد اور ہونے دمکانات کے حضرت مہدی کی خاطر ایک گاؤں میں رہتے ہیں اور ایسے عشق (اگر یہ لفظ بولنا درست ہے) سے ہیں۔ کہ اگر کوئی ان کو ایک لاکھ روپیہ روزانہ بھی دے تو وہ ایک روز کے واسطے الگ نہیں ہونا چاہتے۔ ان اپنے امام کا حکم ہو تو پھر جان بھی قربان ہے ہر ایک سفر کیا ہر ایک سخت سے سخت تکلیف برداشت کرنے کیواسطے طیار ہیں۔ یہ وہ محبت کا رنگ ہے جو کوئی مرید اپنے مرشد کے لئے نہیں دکھا سکتا۔ لیکن باوجود ایسی محبت کے آپکے وعظ زیادہ تر عظمت الٰہی کے بیان اور تقوے اور صلاحیت کے طریق سکھلانے پر اور حقانیت اسلام کے دلائل پر مشتمل ہوتا ہے اسی ضمن میں حضرت مرزا صاحب کا ذکر بھی آ جاتا ہے۔ جلسے تو آ جلسے ورنہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال کے بیان کرنے میں وہ اکثر ایسے محو ہوتے ہیں کہ اپنے امام کے خاص بیان کیطرف بھی کم آتے ہیں چہ جائیکہ مخالفوں کا ذکر چھیڑ بیٹھیں اور ایسے لوگوں کے تذکرے سے اپنا اور سامعین کا وقت ضائع کریں۔ ہاں حضرت مسیح موعود

بدر مسیح لاہور

مورخہ ۲۴ - ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ مطابق ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء

خدا کی تازہ وحی

۹ - مئی ۱۹۰۸ء - ۱ - مُر نگ

۲ - الرحیل ثم الرحیل

۱۵ - مئی ۱۹۰۸ء - ڈرو مت مومنو

۱۷ ” ” - انی مع الرسول اقوم

بیعت لاہور میں سلسلہ بیعت بہت کثرت سے جاری ہے۔ اور اس قدر مریدین سلسلہ حقہ میں ان تھوڑے سے ایام میں داخل ہوئے۔ کہ ہم سردست ان کے اسماء کو اخبار میں درج کرنے کی گنجائش نہیں دیکھتے۔ لیکن بتدریج کوشش کی جائیگی۔ کہ وہ سب نام درج ہوں گے۔ باوجود اس مخالفت کے جو بعض ناداں اب تک کر رہے ہیں یہ دیکھنا چاہیئے۔ کہ خدا کے کاموں کو کوئی روک نہیں سکتا۔

احمدیہ ہوٹل باہر سے آنیوالے مہمانوں کیواسطے احمدیہ بلڈنگ میں ایک نان بائی کی دکان کا انتظام کیا گیا ہے۔ جہاں سے کھانا عمدہ مل سکیگا اور احباب کو انشاء اللہ تکلیف نہ ہوگی۔

تقریر حضرت کی تقریر انشاء اللہ تعالےٰ ۳۱ مئی کو اتوار کے دن ہوگی۔

درس قرآن حضرت مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن شریف روزانہ احمدیہ بلڈنگ کے میدان میں ہوتا ہے یہ درس ابتداء قرآن شریف کا شروع کیا گیا ہے۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب

اطلاع متعلق بورڈنگ و عمارت مدرسہ تعلیم الاسلام

تمام احباب کو جن کے بچے تعلیم الاسلام ہائی سکول میں تعلیم پاتے ہیں اطلاع دیجاتی ہے۔ کہ وہ ہر ایک قسم کا روپیہ متعلق اخراجات خوراک وغیرہ بورڈنگ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ روانہ کیا کریں۔ کیونکہ بحکم صدر انجمن احمدیہ بورڈنگ کا حساب و کتاب دفتر محاسب میں تبدیل ہو گیا ہے۔ اور کسی صاحب کے نام روپیہ اس قسم کا روانہ نہ کیا جاوے

۲ - جناب سکرٹری سب کمیٹی تعمیر نے درخواست پیش کی تھی۔ کہ عمارت نو مدرسہ و بورڈنگ ہوس جو اب بننے والی ہے خام بنے۔ اس پر حسب ذیل فوائد بیان کئے گئے۔

۱ - خرچ کم ہوگا۔ جسے موجودہ جماعت بآسانی برداشت کر لے گی اور عمارت بھی اس قدر دیرپا ہوگی۔ کہ بعد میں آنے والی جماعت یا ہمارے تابعین اپنے سرمایہ اور اپنے زمانے کے فیشن کے مطابق عمارت پھر بنالے گی۔

۲ - زلزلوں سے خام مکان نسبتاً محفوظ رہتا ہے۔

۳ - خام مکان نسبتاً ٹھنڈا ہوتا ہے۔ خرچ کم ہونے کے باعث حفظان صحت کے قواعد کے مطابق بنوا سکتے ہیں۔

۴ - اور مکانات مثلاً علیگڈھ وغیرہ میں بھی بورڈنگ خام ہی پسند عام ہے۔ اب یہ عاجز موافق فیصلہ صدر انجمن احمدیہ احباب احمدی کی خدمت میں ملتمس ہے کہ مفصلہ ذیل امور کی نسبت اپنی رائے سے اس خاکسار کو جلد مطلع فرماویں۔

۱ - بورڈنگ پختہ بنے یا خام؟ (۲) مدرسہ پختہ ہو یا خام؟ (۳) ایک رائے یہ بھی ہے۔ کہ بورڈنگ غلافی بنے۔ یعنے باہر ایک اینٹ پختہ ہو اور اندر سے کچی ہو۔ والسلام

خلیفہ رشیدالدین ایل۔ ایم۔ ایس اسسٹنٹ سکرٹری

رشتہ ناطہ بعض معزز احمدی ۔۔۔ جو ارائیں قوم اپنی لڑکیوں کے ۔۔۔ ہے۔ کہ وہ ۔۔۔ رشتہ کرنا چاہتے ہیں

نہیں استعمال کرتے نہ یہ استعمال کے لائق ہیں کیونکہ محبت کا لفظ سوز و گداز رکھتا ہے۔ غضب کرنے والا تکلیف میں آتا ہے۔ اشتعال و دکھ ہوتا ہے۔ پس ایسے ناقص لفظ ان ناقص معنوں کے ساتھ استعمال نہیں کرتے۔ (یہاں یہ نکتہ حکیم الامت کا ازحد قابل یاد رکھنے کے ہے۔ کہ خدا تعالیٰ کے اسماء میں کہیں محب اور غاضب کا لفظ نہیں۔ یعنی بطور اسم فاعل و صفت مشتبہ نہیں۔ ان فعلی رنگ میں ہے۔ واللّٰہ یحب المتقین۔)

پروفیسر نے اس پر زیادہ تشریح چاہی کہ ایک طبقہ کا جانور ذبح کرنے کو کیوں کہا ہے۔

مسیح موعودؑ۔ میں نے اسی بنا پر کہا ہے کہ جو اس کا نام رحم یا غضب۔ ہم اس کی پوری تشریح نہیں کر سکتے۔ جیسا انسانوں کے متعلق کہتے ہیں اس کا وسیع انتظام پُر از حکمت ہے۔ اس کے نظام میں اپنی مصلحت زیادہ دست اندازی نہیں کر سکتے انسان اس کے دقیق مصالح میں دخل دے تو بات اچھا نتیجہ لانے والی نہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس نے طبقہ کے جانوروں کے لئے اگر تکالیف کا منصب ہے تو اس کے لئے بھی ہے یہ عالم مختصر اور رفاقی ہے جہاں سے کہ ایک وسیع عالم ہے جس میں خدا نے ارادہ کیا ہے کہ ہر ایک قسم کی خوشحالی دی جائے۔ پس جو یہاں دکھ اٹھاتے ہیں۔ وہ اس جگہ جہان میں اس کا عوض پائیگا۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اعلیٰ درجے جانوروں کو ہی تکلیف ہوتی ہے۔ تکلیف سے وہ بھی خالی نہیں۔ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ مگر شیر اور قسم قسم کے درندے اسے کھا جاتے ہیں۔ پس کوئی دکھ سے خالی نہیں۔ کسی کو کسی رنگ میں تکلیف ہے کسی کو کسی میں۔ پس یہ کہنا غلط ہے۔ کہ کیوں ایک خاص گروہ کو تکلیف میں رکھا گیا۔ کیونکہ تمام مخلوقات کسی نہ کسی طرح دکھ اٹھا رہی ہے۔ چڑیا کو کھانے کے لئے باز ہے۔ تو باز کے لئے کوئی اور قسم کی تکلیف ہے۔ انسان اگر حیوان کو ذبح کرتا ہے تو اوس کے لئے اور قسم کی تکلیف ہوگی۔ پس ان دکھوں کے تدارک و تلافی کے لئے دوسرا جہان ہے اس عالم کے بعد جب دوسرا عالم آئے گا تو تلافی ہوگی۔

یہ دنیا دار الامتحان ہے اگر کوئی ناگوں کیا تو جواب یہی کافی ہے

کہ وہ مالک ہے اور مالک کو سب اختیار ہے۔

تکلیفیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ انسان کو کئی تکلیفوں سے مکلف کیا گیا ہے۔ خدا کی راہ میں مجاہدہ مشقت سفر جان دینا۔ اب حیوانوں کو یہ تکلیفیں کہاں ہیں انسان تو ہر دو تکلیفیں اٹھاتا ہے۔ ایک قضا و قدر کی تکلیفیں اور دوسری شرعی تکالیف۔

پھر دیکھو کہ انسان کے حواس میں تیزی بہت ہے وہ دکھ کو جلدی محسوس کرتا ہے حیوانات میں یہ احساس کم ہے۔ جیسے خدا نے حیوانات کو عقل نہیں دی ویسا ہی انہیں مستی کی حالت میں رکھا ہوا ہے۔ وہ جو ذبح کے وقت تڑپتا ہے تو یہ جسمانی خواص کا تقاضا ہے احساس مصائب تو دراصل صرف انسان کے لئے ہے جس کے دماغی قویٰ بہت زیادہ تیز ہوتے ہیں۔ دیکھو جیسے حس کا مرض ہے۔ جیسے کوئی انگلی ہی لگا دے تو سخت تکلیف ہوتی ہے پس یہ نہ سمجھو کہ دکھ صرف ایک خاص طبقہ کے لئے ہیں بلکہ سب کے لئے ہیں۔ اس لئے خدا کے انصاف پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

پروفیسر۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ان تکالیف کا عوض ملیگا۔ کیا اونکے جانوروں کو بھی ملیگا۔

مسیح موعودؑ۔ ہاں ہم یقین کرتے ہیں کہ انکو ملیگا۔

پروفیسر۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ادنیٰ درجے کے حیوانوں کی روح بھی مرنے کے بعد باقی رہے

مسیح موعودؑ۔ ہاں کیوں نہ رہینگے۔

انسان کب سے ہے

پروفیسر۔ آدم حوا جیحون و سیحون کے درمیان پیدا ہوئے تھے۔ کیا امریکہ والے بھی اسی آدم کی اولاد ہیں جیسا کہ مشہور ہے اور عیسائی کہتے ہیں۔ کہ ایک آدم کی سب اولاد ہیں

مسیح موعودؑ۔ ہم اس بات کے قائل نہیں کہ ایک ہی آدم تھا۔ کئی آدم ہوئے۔ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَۃً سے بھی یہی ظاہر ہے۔ کہ آدم کسی کا جانشین تھا ہم تورات کی پیروی نہیں کرتے کہ اس سے پہلے کچھ نہ تھا۔ جو کچھ ہے اس آدم سے ہے اور نہ ہم اس بات کے قائل ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ زمانہ چند ہزار برس سے ہے۔ بلکہ پہلے سے یہ سلسلہ چلا آتا ہے۔ ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ امریکہ والے اسی آدم کی اولاد ہیں محی الدین عربی لکھتے ہیں کہ مجھ کو کشف میں دریافت کیا گیا یہ آدم ہے۔

جواب ملا۔ تو کس آدم کی تلاش کرتا ہے ہزاروں آدم گذر چکے ہیں

ڈارون کی تھیوری

پروفیسر۔ کیا حضور مسئلہ ارتقاء کے قائل ہیں اور اگر مانتے ہیں۔ تو پھر روح کب پیدا ہوئی

مسیح موعودؑ۔ ہمارا مذہب یہ نہیں کہ انسان کسی وقت بندر تھا پھر دم کٹ گئی اور انسان بن گیا یہ تو صرف دعویٰ ہے۔ بار ثبوت مدعی پر ہے۔ ہم قائل ہو سکتے ہیں اگر کوئی ایسا بندر پیش کیا جائے۔ جو رفتہ رفتہ انسان بن گیا ہو ہم ایسے قصوں پر اپنے ایمان کی بنیاد نہیں رکھ سکتے۔ موجودہ زمانہ کا عام نظارہ جو ہے وہ یہی ہے کہ بندر سے بندر پیدا ہوتا ہے اور انسان سے انسان۔ پس ہمارے خلاف کے وہ قصہ ہے۔ واقعی بات یہی معلوم ہوتی ہے کہ انسان ہی سے انسان پیدا ہوتا ہے اور پہلے بھی آدم ہی بنا تھا۔ روح کے متعلق ہمارا یہ مذہب ہے۔ کہ وہ ایک مخلوق چیز ہے۔ جو اسی عنصری مادہ سے پیدا ہوتی ہے اس کے لئے نظائر ہم نے چشمہ معرفت میں دیئے ہیں یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے اور یہی ڈاکٹری تجربوں سے معلوم ہوتا ہے۔ وہی نطفہ جو ہوتا ہے۔ اسی میں روح ہوتی ہے۔ وہ نشوونما ترقی پاتی پاتی بڑی ہو جاتی ہے جبھی تو فرمایا۔ ثُمَّ اَنْشَاْنٰہُ خَلْقًا اٰخَرَ۔ یہ بات بالکل صحیح نہیں کہ روح ابتدا سے چلی آتی ہے اسی طرح خدا تعالیٰ کی حکمت پر بہت سے اعتراض ہوتے جاتے ہیں۔ پس ہم کسی ثابت شدہ سچائی سے انکار نہیں کر سکتے۔

اسلام سائنس کے مطابق

پروفیسر۔ مجھے بہت خوشی ہے۔ کہ آپ کا مذہب سائنس کے مطابق ہے۔

مسیح موعودؑ۔ اسی لئے تو خدا نے ہمیں بھیجا تا ہم دنیا پر ظاہر کریں۔ کہ مذہب کی کوئی بات سچی و ثابت شدہ حقیقت سائنس کے خلاف نہیں۔

[illegible]

پروفیسر۔ امریکہ میں معلمات جانے ہیں۔ اون کی رائے ہے کہ جو نقل ہے۔ جہاں سے اتری ہے۔ چاند جو پیدا ہوا ہے زمین سے۔ زمین میں زندگی کی کیفیت تھی آپ کا کیا خیال ہے اور وہ کہتے ہیں عقل مشتری سے

مسیح موعودؑ۔ زندگی اور قویٰ کا سرچشمہ تو